فقیہ الامت حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی
مفتی اعظم ہند

جلد اول

اور ان کے

خلفائے عالی مقام



ترتیب وتالیف

مولانا مفتی ریاست علی قاسمی رامپوری
مفتی واستاذ حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ

ناشر
مکتبۃ العافیہ امروہہ یوپی

تفصیلات

نام کتاب	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اوران کے خلفاء عالی مقام (جلد اول)
ترتیب وتالیف	:	مولانا مفتی ریاست علی قاسمی رام پوری مفتی واستاذِ حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد، امروہہ (یو.پی.)
کمپوزنگ	:	جناب عبدالصبور امروہی (شاہی چبوترہ، امروہہ)
سن اشاعت	:	۱۴۴۴ھ/۲۰۲۲ء
صفحات	:	
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ ''العافیہ'' امروہہ یو.پی.

کتاب ملنے کے پتے

۱. کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند

۲. دارالکتاب، دیوبند

۳. اتحاد بک ڈپو، دیوبند

سہارن پورودیوبند کے تمام ہی کتب خانے

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات

نام،نسب اور ولادت

آپ کا اسم گرامی احمد اور والد محترم کا نام محمد ہے، آپ کا جائے ولادت اور وطن اصلی خانپور ہے جو جمبوسر ضلع بھڑوچ سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔خانپور کو خانپورہ بھی کہا جاتا ہے،اس مقام پر ۲۷/ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۴/ستمبر ۱۹۴۶ء بروز سہ شنبہ رات کو دس بجے کے قریب آپ کی ولادت ہوئی۔

خاندان

آپ کے دادا مرحوم اصلاً سارود ضلع بھڑوچ کے باشندے تھے، خانپوران کی سسرال تھی، ابھی مفتی صاحب کے والد محترم مدت رضاعت اور شیر خوارگی کی حالت ہی میں تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے، یعنی مفتی صاحب کے دادا محترم دار فانی سے رحلت فرما گئے اور آپ کی دادی اپنے بچوں کو لے کر اپنے میکہ خانپور آگئیں، اس طرح آپ کے والد محترم کی تربیت ان کے ننھیال میں ہوئی جب آپ کے والد صاحب کچھ بڑے ہوئے اور تعلیم وتربیت کے قابل ہوئے تو دادی صاحبہ نے ان کو تعلیم وتربیت کے لیے احمد آباد کے ایک یتیم خانہ میں بھیج دیا۔آپ کے والد محترم اگرچہ عالم تو نہیں تھے مگر صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دیندار شخص تھے، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔۱۹۵۶ء میں جمعیۃ علماء کے اجلاس عام منعقدہ سورت کے موقع پر جب حضرت مدنیؒ مختلف مقامات کا دورہ کرتے ہوئے خانپور پہنچے، تو اس وقت گاؤں کے متعدد لوگ آپ سے بیعت ہوئے جس میں آپ کے والد بھی

شامل تھے۔خود صاحب تذکرہ حضرت مفتی صاحب کو بھی اسی موقع پر بچپن میں حضرت مدنیؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔آپ کے والد بزرگوار کو ریاضی، حساب، اور گجراتی زبان میں مہارت تامہ حاصل تھی۔متعدد مقامات پر اسکول میں ماسٹراور مدرس رہےاور علوم عصریہ کے زیور سے بچوں کو آراستہ کرتے رہے۔اخیر میں خانپور میں لڑکیوں کے اسکول میں ماسٹر رہے۔اس کے بعد ریٹائر ہوگئے۔آپ اپنی اولاد کی تربیت کے لیے نہایت سخت تھے۔اپنی اولاد کی تربیت کا حال یہ تھا کہ شام کے کھانے پر تمام بچوں کو دسترخوان پر بٹھلاتے تھے،اور کھانا نکالنے سے پہلے سب بچوں سے مسنون دعائیں،اور نماز کا طریقہ سنتے تھے۔اس کے بعد کھانا نکالنے کا حکم دیتے تھے۔ ان کی اسی تربیت کی وجہ سے آپ بچپن ہی میں تہجد کے عادی ہوگئے تھے۔۱۹۶۷ء میں آپ کے والد محترم پانی کے جہاز سے سفرحج پر تشریف لے گئے،اور وہاں مقامات مقدسہ پر تمام اولاد کے لیے خوب دعائیں کیں،اوران مستجاب دعاؤں میں یہ دعاء بھی تھی جو بیت اللہ کے روبرو یا بیت اللہ شریف کے سایہ میں کی تھی کہ ”اے اللہ میری تمام اولاد کو حج کی سعادت نصیب فرما۔“ چنانچہ آپ کی دعاء قبول ہوئی اور تمام اولاد کو حج بیت اللہ کی باربار سعادت اور توفیق نصیب ہوئی۔ ۱۹۶۸ء میں آپ کے والد محترم کا جمعہ کے دن انتقال ہوا۔جس دن کے انتقال کے لیے وہ مدتوں سے تمنا اور دعاء کرتے تھے،واقعہ یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی شخصیت کے کمال وعروج کی منازل پر پہنچنے میں آپ کی مسلسل محنت اور جدوجہد کے ساتھ والد محترم کی دعائیں اوراساتذہ کرام کی توجہات کو بڑادخل ہے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت

آپ کی ابتدائی دینی تعلیم وتربیت کا آغاز وطن مالوف خانپور سے ہی ہوا۔چنانچہ خانپور کے مکتب میں قاعدہ نورانی،پارہ عم،ناظرہ قرآن مکمل اور اردو کی بعض کتابیں پڑھیں۔آپ کے والد محترم کا شروع ہی سے آپ کو دینی تعلیم دلانے کا ارادہ تھا؛اس لیے ناظرہ قرآن کریم مکمل ہونے کے دن آپ کے گھر میں فرحت ومسرت کی بہار چھاگئی اور آپ کی حوصلہ افزائی کے لیے گھر میں کھیر اور حلوا پکوانے کا حکم ہوا۔تمام گھر والوں نے حلوا اور کھیر کھاکر آپ کی تکمیل قرآن

کریم ناظرہ کی خوشی اور مسرت میں شمولیت وشرکت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے مکتب کے اساتذہ کرام میں حافظ محمد ابراہیم صاحب قاضی، حافظ حسن شاہ خانپوری اور مولانا محمد امین اسماعیل قاضی ٹنکاروی کے اسماءگرامی مذکور ہیں۔

اسی طرح علوم عصریہ کی تعلیم بھی آپ نے خانپور کے اسکول میں ابتدائی کلاس سے ساتویں کلاس تک حاصل کی، اور اسکول میں بھی آپ تمام جماعتوں میں ہمیشہ معیاری نمبرات سے کامیاب ہوئے۔ ساتویں کلاس کا امتحان جمبوسر کے سرکاری اسکول میں دیا۔ اس زمانہ میں ساتویں کلاس کا امتحان فائنل کا درجہ رکھتا تھا۔ اس کے بعد سرکاری ملازمت مل سکتی تھی۔ آپ کے والد محترم چونکہ خود ماسٹر تھے، مختلف اسکولوں میں پڑھانے کا ان کو تجربہ تھا۔ اس لیے اسکول کا ہوم ورک وہ آپ کو خود کراتے تھے اور اسکول کے تمام مضامین کی ازخود نگرانی فرماتے تھے۔ اسکول کے اندر جن اساتذہ کرام سے آپ کو علوم عصریہ حاصل کرنے کا موقع ملا ان کے اسماءگرامی درج ذیل ہیں: ماسٹر حسن صاحب، ماسٹر محمد موسیٰ خانپوری ثم آچھودوی، ماسٹر محمد اسماعیل پٹیل، ان اساتذہ کرام میں اول الذکر آپ کے رشتہ کے خالو ہوتے ہیں۔

دارالعلوم اشرفیہ راندیر میں داخلہ اور تکمیل

ابتدائی دینی تعلیم کے مکتب میں مکمل ہونے کے بعد درس نظامی کی تعلیم کے حصول کے لیے آپ کے والد محترم نے آپ کا داخلہ دارالعلوم اشرفیہ گجرات میں کرادیا۔ اس زمانہ میں اعلیٰ تعلیم کے چار ادارہ سرزمین گجرات پر علوم نبوت کی ضوفشانیوں میں مصروف تھے، اور تشنگانِ علوم دینیہ کی سیرابی کررہے تھے، دارالعلوم اشرفیہ راندیر، جامعہ حسینیہ راندیر، جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل، مدرسہ تعلیم الاسلام آنند۔ دارالعلوم اشرفیہ انتخاب کی وجہ یہ تھی کہ راندیر میں آپ کی ہمشیرہ کلاں کی شادی ہوئی تھی۔ آپ کے بہنوئی کے والد منشی ابراہیم بیکار صاحب کے دارالعلوم اشرفیہ کے مہتمم مولانا احمد اشرف صاحب سے اچھے روابط اور خوشگوار مراسم تھے۔ اس بنیاد پر آپ کے والد صاحب نے آپ کو دارالعلوم اشرفیہ راندیر حصول تعلیم کے لیے بھیجنے کا فیصلہ کرلیا، اور آپ کے والد صاحب نے خود راندیر کے مہتمم صاحب کی خدمت میں اس زمانہ کے دستور کے حساب سے داخلہ

کی درخواست ڈاک کے ذریعہ پیش فرمائی، چنانچہ وہ درخواست منظور ہوگئی اور منظوری کی اطلاع بذریعہ ڈاک آپ کو دی گئی۔ اس کے بعد آپ اپنے والد صاحب کی معیت میں رخت سفر باندھ کر راندیر پہنچ گئے اور مورخہ ۸/ مئی ۱۹۵۸ء مطابق شوال ۱۳۷۷ھ میں آپ کی داخلہ کی کارروائی مکمل ہوگئی اور اس ادارہ میں آپ نے ۹/ سال تین مہینہ طالب علمانہ حیثیت سے قیام فرمایا، اور شب و روز حصول علم کے لیے محنت اور جدوجہد میں مصروف رہے۔ اسباق کی پابندی، تکرار اور مطالعہ کا اہتمام اور اساتذہ کرام کی توجہات و شفقتوں کی بدولت ہر امتحان میں اعلیٰ اور معیاری نمبرات سے کامیابی حاصل کرتے رہے۔ بالآخر ۲۸/ رجب ۱۳۸۶ھ تا ۳/ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۳/ نومبر تا ۱۸/ نومبر ۱۹۶۶ء میں دورۂ حدیث شریف کی تمام کتابوں کا سالانہ امتحان دے کر فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم اشرفیہ راندیر کے اندر ۹/ سالہ طالب علمی کے زمانہ میں جن مؤقر اور نابغہ روزگار شخصیات سے آپ نے اکتساب کیا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں: حضرت مولانا احمد رضا اجمیری، حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوریؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کاوی، حضرت مولانا محمد آدم پالنپوری، حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب پالنپوری، مولانا حکیم ابوالشفاء حبیب الرحمٰن بلیاوی، حضرت مولانا سید مصلح الدین بڑودوی، حضرت مولانا سید محی الدین قاضی راندیری، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بودھانیہ، انکلیشور، بھڑوچ، گجرات۔

مذکورہ اساتذہ کرام کے پاس درس نظامی کی کتابیں پڑھنے کی تفصیل اس طرح ہے:

مولانا محمد یوسف صاحب بودھانیہ سے فارسی اول و دوم کی تمام کتابیں دو سال میں پڑھیں۔ مولانا محی الدین صاحب قاضی سے غالباً سال اول عربی کی تمام کتابیں اور مولانا سید مصلح الدین صاحب سے عربی دوم کی تمام کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مولانا حکیم ابوالشفاء حبیب الرحمٰن صاحب بلیاوی سے میزان الطب، مرقات، شرح تہذیب، مقامات، قلیوبی اور مشکوۃ شریف پڑھی۔ اصول الشاشی مولانا حبیب اللہ پالنپوری سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ شرح وقایہ، ترجمہ القرآن، ہدیہ سعیدیہ، دیوان متنبی مولانا محمد آدم صاحب پالنپوری کے پاس پڑھیں۔ مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کاویؒ سے مسلم شریف، مؤطا امام محمد، ہدایہ اولین، ہدایہ آخرین، شرح عقائد، سراجی اور مختصر المعانی پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد

صاحب پالن پوریؒ صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند (موصوف دارالعلوم دیوبند سے پہلے دارالعلوم اشرفیہ راندیر میں مقبول ترین استاذ تھے) سے ابوداؤد شریف، نسائی شریف، تعلیمی اوقات میں اور مختصر المعانی خارجی اوقات میں پڑھی، حضرت مولانا احمد رضاء صاحب اجمیریؒ صدر المدرسین اور شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندیر سے جلالین شریف، بخاری شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف اور مؤطا امام مالک پڑھنے کی سعادت وتوفیق حاصل ہوئی۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور کسب فیض

دارالعلوم اشرفیہ راندیر سے فراغت کے بعد آپ عربی ادب میں مہارت حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ جانا چاہتے تھے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، آپ نے ندوہ میں داخلہ کے لیے بذریعہ ڈاک درخواسعت بھی بھیجی تھی مگر اس کا جواب بروقت نہ آسکا اور رمضان المبارک قریب الختم تھا آپ تذبذب کا شکار تھے کہ کیا کیا جائے، کہیں آئندہ تعلیمی سال ضائع نہ ہوجائے۔ بالآخر اپنے محبوب ترین استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری نوراللہ مرقدہٗ سے مشورہ کیا۔ موصوف نے آپ کو دارالعلوم دیوبند داخلہ کا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے محترم ومشفق استاذ کے مشورہ کی تعمیل کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند داخلہ کے ارادہ سے رخت سفر باندھا اور ۸/شوال ۱۳۸۶ھ کو دارالعلوم دیوبند پہنچے اور داخلہ کی درخواست دفتر تعلیمات میں پیش کردی۔ گجرات کی بااثر شخصیت کی جانب سے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نوراللہ مرقدہٗ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نام داخلہ کی سفارش بھی آپ کے ہمراہ تھی، مگر اس کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ آپ نے فنون میں داخلہ کے لیے درخواست پیش کی تھی۔ داخلہ امتحان حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب مرادآبادیؒ سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے لیا۔ موصوف نے سلم العلوم اور میبذی میں امتحان لیا اگرچہ یہ دونوں کتابیں آپ کی خواندہ کتابوں میں شامل نہیں تھیں مگر اپنی ذہانت وذکاوت سے اچھے جواب دیئے اور داخلہ امتحان میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی اور مطلوبہ درجہ میں داخلہ ہوگیا۔ دارالعلوم دیوبند میں آپ نے دوسال قیام کیا۔

ایک سال فنون کی کتابیں پڑھیں، اور دوسرے سال شعبہ افتاء میں تعلیم حاصل کی۔ شعبہ فنون میں آپ نے نو کتابیں صدرا، تصریح، مسامرہ، توضیح وتلویح، حماسہ، حجۃ اللہ البالغہ، شرح چغمینی، مسلم الثبوت، بست باب، شمس بازغہ، سبعہ معلقہ پڑھیں۔ اس کے علاوہ تقریری وتحریری تمرین عربی اور خوش خطی کا گھنٹہ بھی تھا۔ فنون کے اساتذہ کرام میں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب نوراللہ مرقدہٗ سے حجۃ اللہ البالغہ پڑھی۔ حضرت مولانا وحیدالزماں صاحب کیرانوی نوراللہ مرقدہٗ سے خارج میں عربی زبان کی تحریری وتقریری تمرین سیکھی، حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند سے حماسہ اور سبعہ معلقہ پڑھی۔ حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب نوراللہ مرقدہٗ سے تصریح، شرح چغمینی، بست باب تین کتابیں ایک ہی گھنٹہ میں یکے بعد دیگرے پڑھیں۔ حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاریؒ سے شمس بازغہ، صدرا، مسامرہ، مسلم الثبوت چار کتابیں پڑھیں۔ مولانا اسلام الحق صاحب اعظمیؒ سے توضیح وتلویح پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ندوہ میں داخلہ لے کر صرف عربی ادب میں مہارت حاصل کرنا چاہتے تھے مگر قدرت الٰہی نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ منظور فرما کر متعدد فنون کو پڑھنے اور ان میں مہارت حاصل کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

شعبہ افتاء سے وابستگی اور کسب فیض

آپ شعبہ فنون میں اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوئے تو اس سے آپ کی حوصلہ افزائی ہوئی اور افتاء کی تعلیم کا شوق پیدا ہوا مگر اس سال دارالعلوم دیوبند کی انتظامیہ داخلہ کے قواعد میں ترمیم کرتے ہوئے افتاء میں داخلہ کو صرف فضلاء دارالعلوم دیوبند کے لیے مختص کر دیا، اور فضلاء دیوبند کے علاوہ کے لیے دارالعلوم دیوبند کے شعبہ افتاء میں داخلہ مسدود کر دیا گیا۔ آپ نے باضابطہ داخلہ کی بہت کوشش بھی فرمائی مگر باقاعدہ شعبۂ افتاء میں داخلہ نہ ہو سکا مگر حسنِ قسمت کہ حضرت فقیہ الامتؒ کی نگرانی اور توجہ آپ کو حاصل ہوگئی اور حضرت فقیہ الامتؒ کے پاس فتاویٰ نویسی کی مشق کا آپ کو موقع حاصل ہوگیا بلکہ حضرت فقیہ الامتؒ نے خصوصی توجہ فرماتے ہوئے اپنی خدمت میں قبول فرمالیا۔ حضرت فقیہ الامتؒ کی خدمت میں مطبخ سے کھانا لانا، آنے والے

مہمانوں کی خدمت اور دیکھ بھال، کمرہ وغیرہ کی صفائی شامل تھی۔ آپ نے تعلیمی امور مفوضہ کے ساتھ، خدمت کے تمام امور کو پوری لگن اور دلچسپی کے ساتھ پورے سال انجام دیا۔ باضابطہ داخلہ نہ ہونے کے باوجود دارالافتاء کھولنے اور درس گاہ کی صفائی وغیرہ میں بھی دوسرے رفقاء کے ساتھ پیش پیش رہتے تھے۔ اس طرح آپ کو قیام دارالعلوم کے دوسرے سال حضرت فقیہ الامتؒ کا قرب اوران کی خدمت میں مسلسل حاضری کی سعادت بھی میسر ہوئی۔ آپ نے افتاء کے سال حضرت فقیہ الامت نوراللہ مرقدہٗ سے افتاء کے نصاب کی کتابوں میں سے شرح عقود رسم المفتی مکمل اور الاشباء والنظائر (فن اول) دو کتابیں پڑھیں اور فتاویٰ نویسی کی مشق وتمرین بھی کی۔ حضرت فقیہ الامت نوراللہ مرقدہٗ تمرین فتاویٰ میں خوب جم کر محنت کراتے تھے۔ بالفاظ دیگر طلبہ کی خوب رگڑائی کرتے تھے۔ البتہ درس میں صرف حل کتاب کی حدتک گفتگو فرماتے تھے۔ زیادہ لمبی تقریر کرنا آپ کے معمول کے خلاف تھا۔ اور افتاء میں آپ کے دوسرے استاذ حضرت الاستاذ مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمی نوراللہ مرقدہٗ تھے جن سے آپ نے سراجی پڑھی۔ آپ اس سے پہلے دارالعلوم اشرفیہ راندیر میں سراجی پڑھ چکے تھے اور فن فرائض میں آپ کو خوب مہارت حاصل تھی۔ اس فن فرائض میں مہارت کی وجہ سے حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی توجہ وشفقت آپ کی جانب منعطف ہونے لگی اور آپ حضرت والا کو کثیر بطون پر مشتمل مناسخہ نکال کر دکھاتے تھے اور پھر اسی کو استفتاء والے کاغذ پر نقل کر دیتے تھے تو آپ کی طبیعت باغ باغ ہوجاتی تھی۔ شوال ۱۳۸۷ھ تا شعبان ۱۳۸۸ھ میں دارالافتاء میں مشغول رہ کر آپ پوری لگن اور جدوجہد سے تمرین فتاویٰ اور تخریج مسائل اور کتب مقررہ کے پڑھنے میں مصروف رہے اور اکابرین دارالعلوم دیوبند کی مجلس مبارکہ سے بھی استفادہ کیا اس طرح آپ کا طالب علمی کا زمانہ مکمل ہوگیا۔

تزکیہ وسلوک اور بیعت

آپ اپنے والد محترم کی سخت تربیت کی وجہ سے بچپن ہی سے صالح اور نیک طبیعت واقع ہوئے تھے۔ بچپن ہی سے آپ تہجد کی نماز کے عادی ہوگئے تھے۔ پھر طالب علمی کے زمانہ

میں بھی آپ اساتذہ کرام اور اکابرین کی مجالس میں شریک ہوکر استفادہ کرتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے اندر فنون والے سال آپ بعد نمازِ عصر حضرت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی مجالس میں پابندی سے شریک ہوتے تھے۔ پھر افتاء کے سال حضرت فقیہ الامتؒ کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی اور آپ کو دیگر امور میں خدمت کے ساتھ حضرت والا کے ساتھ سفر میں آنے جانے کی بھی سعادت حاصل ہوتی رہی۔

حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہٗ ہر ہفتہ جمعرات کی شام کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں سہارن پور تشریف لے جاتے تھے، تو ایک ہفتہ کے ناغہ سے آپ کو اپنے ساتھ حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں سہارن پور لے جاتے تھے۔ حضرت فقیہ الامتؒ نے ایک دن حضرت شیخ الحدیثؒ سے درخواست کر کے آپ کو حضرت شیخؒ سے بیعت کرادیا اور چند دن کے بعد ذکر بھی شروع کردیا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے آپ کو بیعت کرنے کے بعد حضرت فقیہ الامتؒ سے فرمایا کہ یہ تو آپ ہی کا ہے، آپ ہی اس پر توجہ فرمائیں۔ جب حضرت شیخ الحدیثؒ نے آپ کو ذکر جہری شروع کرایا تو حضرت فقیہ الامتؒ نے آپ کو حضرت شیخ الحدیثؒ کی بابرکت صحبت وتوجہ حاصل کرنے کے لیے آٹھ دن سہارن پور حضرت شیخؒ کی خدمت میں قیام کا حکم فرمایا۔ اس سال مضان ۱۳۸۸ھ میں آپ نے رمضان المبارک حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ دار جدید مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کی مسجد میں گزارا۔ حضرت فقیہ الامتؒ بھی ماہ رمضان میں اکثر حضرت شیخ الحدیثؒ کے ہمراہ ہی ہوتے تھے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت شیخ الحدیثؒ کے ہندوستان قیام کے زمانہ کے اکثر رمضان ۱۳۹۰ھ تا ۱۳۹۹ھ حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں گزارنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اگرچہ دارالعلوم اشرفیہ راندیر کے زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت شیخ الحدیثؒ سے مراسلت شروع کردی تھی، جب آپ سال سوم عربی کے طالب علم تھے اور یہ مراسلت کا سلسلہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی حیات مستعار کے آخری سالوں تک برقرار رہا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے بکثرت گرامی نامے آپ کے پاس محفوظ ہیں جن میں بعض مطبوعہ ہیں۔

حضرت فقیہ الامتؒ سے مثالی تعلق

حضرت شیخ الحدیثؒ نے آپ کو بیعت کرنے کے بعد حضرت فقیہ الامتؒ کے حوالہ کر دیا تھا، اور یہ فقرہ ارشاد فرمایا تھا ''یہ تو آپ ہی کا ہے، آپ ہی اس پر توجہ فرمائیں۔'' چنانچہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی حیات میں بھی آپ کا حضرت فقیہ الامتؒ سے تعلق برقرار رہا اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے وصال کے بعد تو مستقل طور سے آپ حضرت فقیہ الامتؒ کے دامن تربیت سے وابستہ ہو گئے۔ اگرچہ حضرت فقیہ الامتؒ سے اصلاح وتربیت کا تعلق دارالافتاء کے سال سے قائم تھا مگر حضرت شیخ الحدیثؒ کے وصال کے بعد آپ کے مستقل مرشد، مصلح، شیخ طریقت اور تمام امور میں سرپرست حضرت فقیہ الامتؒ ہو گئے پھر آپ نے اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا حضرت فقیہ الامتؒ کی ہدایات واوامر ہی کو بنا کر رکھا اور کوئی بھی کام خواہ ذاتی اور گھریلو زندگی سے متعلق ہو یا درس وتدریس اور مدرسہ سے متعلق ہو حضرت فقیہ الامتؒ سے مشورہ کے بغیر ایک قدم آگے بڑھنا گوارہ نہیں ہے۔ فقیہ الامتؒ کی توجہ وصحبت وتربیت کی وجہ سے آپ کی ذات سونے سے کندن بن گئی۔ آپ کی زندگی کے تمام اوراق پر حضرت فقیہ الامتؒ کی چھاپ موجود ہے۔ ہر چیز سے اپنے مرشد وشیخ سے کامل عشق، اور محبت عیاں ہوتی ہے۔ آپ نے اپنی خانقاہ کا نام ''خانقاہِ محمودیہ'' فتاویٰ کے مجموعہ کا نام ''محمود الفتاویٰ'' رکھا، جہاں آپ کی رہائش ہے اس علاقہ کا نام ''محمود نگر'' ہے۔ یہ تمام چیزیں آپ کی اپنے شیخ سے کامل محبت اور تعلق کی واضح نشانیاں ہیں۔ بالآخر حضرت فقیہ الامتؒ نے آپ کو اجازت بیعت وارشاد اور خرقۂ خلافت سے نوازا اور مستقل طور سے خانقاہ ڈابھیل کی ذمہ داری آپ کو عطا فرمائی اور حکم فرمادیا کہ تاحیات اس خانقاہ کو آباد رکھنا ہے جس کو آپ بحمد اللہ اپنے شیخ ومرشد کے حکم کی تعمیل میں آباد رکھے ہوئے ہیں۔ ماہ رمضان المبارک آپ ہمیشہ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل کی مسجد ہی میں گزارتے ہیں اور آپ کے مریدین ومسترشدین آپ کے ساتھ ہی ڈابھیل میں رمضان گزارتے ہیں جن میں سے بڑی تعداد آپ کے ساتھ عشرہ اخیرہ کے اعتکاف میں شرکت کرتی ہے، بیشار لوگ آپ کے دامن تربیت سے وابستہ ہو کر سلوک وتصوف کے مراحل کی تکمیل کر رہے ہیں اور اپنے دامن مراد کو بھر رہے ہیں۔ ماہ رمضان المبارک

کے علاوہ بھی بیعت وارشاد کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ ملک کے مختلف مقامات کا آپ سفر بھی کرتے ہیں اور وہاں وعظ وتقریر اور اصلاحی خطاب فرماتے ہیں اور عوام وخواص آپ سے بیعت ہوکر سلسلہ محمودیہ خلیلیہ، رشیدیہ، صابریہ، چشتیہ سے وابستہ ہوکر سلوک وتزکیہ کی دولت حاصل کررہے ہیں۔ روزانہ بعد نماز فجر ذکرواذکار اور شام کو آپ کی اصلاحی مجلس ہوتی ہے، ہفتہ میں ایک مرتبہ سورت شہر تشریف لے جاتے ہیں، وہاں بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر اور بعد نمازِ عشاء درس حدیث کی مجلس ہوتی ہے۔

کافی مقدار میں اپنے متعلقین کو اجازت بیعت کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا ہے جو اپنے اپنے مقامات پر خانقاہی نظام کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت فقیہ الامتؒ نے جو نسبت احسان کی دولت آپ کو عطا فرمائی تھی کہ آپ اس کی نہ صرف بھرپور حفاظت فرمارہے ہیں؛ بلکہ اس نسبت احسان کے فیض کو بلاواسطہ اور بالواسطہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک پہنچا رہے ہیں اور مخلوق خداوندی اس سے فیض حاصل کررہی ہے۔ ملک کے علاوہ بیرون ملک بھی آپ سفر فرماتے ہیں اور وہاں بھی بیعت وارشاد اور وعظ وتقریر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

تدریسی زندگی کا آغاز

تعلیمی امور سے فراغت کے بعد آپ نے رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء حضرت شیخ الحدیثؒ کی خانقاہ میں سہارن پور گزارا۔ حضرت فقیہ الامتؒ نے بھی حضرت شیخ کے ساتھ اس خانقاہ میں رمضان گزارا۔ اس وقت رمضان میں حضرت فقیہ الامتؒ کے پاس تین مقامات سے صاحب صلاحیت ذی استعداد عالم کی درخواست آئی ہوئی تھی کانپور، گنگوہ، ڈابھیل۔ حضرت فقیہ الامتؒ نے آپ سے فرمایا کہ تین جگہیں تدریس کے لیے آئی ہیں ان میں سے جہاں چاہو بھیج دوں۔ آپ نے ڈابھیل کو پسند فرمایا۔ حضرت فقیہ الامتؒ نے رمضان المبارک ہی میں جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل کے مہتمم مولانا محمد سعید بزرگ کو بذریعہ خط آپ کے تقرر کی اطلاع فرمادی، اور خط میں آپ کی تمام صلاحیتوں کا تذکرہ فرمادیا۔ اس خط کا اقتباس نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم مدت فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نامہ گرامی کے جواب میں مولوی محمد اسماعیل پھولوی سلمہ کے خط میں تحریر کردیا تھا کہ ایک آدمی آپ کی فرمائش کے مطابق درجہ اول عربی کے لیے موجود ہے۔ ان کا نام مولوی احمد ہے۔ خانپور گجرات (بھڑوچ) کے رہنے والے ہیں، میرے پاس رہتے ہیں۔ فتاویٰ کی مشق کرتے ہیں، صالح ہیں، ذہین ہیں، متقی ہیں، ذی استعداد ہیں، ذاکر ہیں، خدا کرے اخلاص کے ساتھ بہترین خدمت انجام دیں وہ مقلب القلوب، مثبت القلوب ہے، بغیر اس کی توفیق واعانت کے کچھ نہیں ہوسکتا۔ **فقط والسلام علیکم و علی من لدیکم۔**

احقر محمود عفی عنہ ۵ / رمضان ۱۳۸۸ھ

اس کے علاوہ حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہٗ نے آپ کو تحریری طور سے چودہ زریں نصیحتیں فرمائیں جن کا آپ نے پوری زندگی پاس ولحاظ کیا۔ طوالت کے خوف سے ان نصائح کو یہاں ذکر کرنے سے گریز کیا جارہا ہے، وہ نصائح محمود الفتاویٰ کے مقدمہ میں موجود ہیں۔ آپ کے ڈابھیل میں تقرر پر اس زمانہ کے اکابر، مشائخ، اساتذہ کرام نے آپ کو مبارک باد پیش فرمائی اور آپ کی علمی وروحانی ترقیات کے لیے دعائیں فرمائیں۔

جامعہ ڈابھیل میں حاضری اور قیام

ماہ رمضان المبارک شیخین (حضرت شیخ الحدیث، حضرت فقیہ الامتؒ) کی خدمت میں گزارنے کے بعد آپ اپنے وطن تشریف لے گئے اور پھر حسب وعدہ ۱۶ / شوال ۱۳۸۸ھ مطابق ۶ / جنوری ۱۹۶۹ء جامعہ کھلتے ہی ڈابھیل تشریف لے گئے، اور حضرت مہتمم صاحب سے

ملاقات فرمائی۔ حضرت مہتمم صاحب نے بنگلہ کی عمارت کا ایک کمرہ آپ کے قیام کے لیے تجویز فرمایا۔ یہ بنگلہ جامعہ ڈابھیل کی قدیم اور متبرک عمارت ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا قیام ڈابھیل میں اسی بنگلہ کی عمارت میں رہا ہے؛ بلکہ ان حضرات اکابر کی تشریف آوری کے بعد ان کی رہائش کے لیے بنگلہ تعمیر کیا گیا تھا۔ آپ جس وقت تدریس کے لیے جامعہ ڈابھیل تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر ۲۲ر سال تھی۔ غیر شادی شدہ تھے، داڑھی بالکل نہیں آئی تھی۔ دبلے پتلے چھریرہ بدن کے تھے، کوئی نو وارد شخص آپ کے حلیہ اور ظاہری جسامت کو دیکھ کر بجا طور سے آپ کو طالب علم محسوس کرلے، اس لیے جامعہ ڈابھیل کے ذمہ داران نے تدریس کے پہلے سال آپ کے لیے سال اول عربی کے مکمل اسباق تفویض فرمائے گویا اس جماعت کے ۲۴ر گھنٹہ کے جملہ امور تعلیم و تربیت کے آپ ہی معلم اور مربی قرار پائے، اور اس کے ساتھ نورالایضاح مع قدوری از کتاب البیوع کی تدریس آپ کو تفویض کی گئی۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ آپ کے اسباق میں ترقی ہوتی رہی حتیٰ کہ شوال ۱۳۹۴ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۴ء میں ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے اساتذہ حدیث کے زمرہ میں شامل ہوگئے، اور مدرسہ کے نظام کے اعتبار سے درجہ علیا کے مدرس قرار پائے، اور اس سال آپ کے متعلقہ اسباق میں دیگر کتب کے ساتھ مشکوۃ شریف اول اور موطا امام مالک شامل کی گئی۔ پھر پانچ سال تک حدیث کی کتابوں میں مشکوۃ شریف اور ابن ماجہ شریف آپ سے متعلق رہی۔

اس کے بعد شوال ۱۳۹۹ھ تا شعبان ۱۴۰۱ھ دو سال آپ نے کتب حدیث میں سے اہم کتاب ابو داؤد شریف پڑھائی، بعد ازاں چھ سال تک دورۂ حدیث کی کتابوں میں ترمذی شریف مکمل مع شمائل ترمذی شریف پڑھائی۔ آخری مرتبہ ۱۴۰۴ھ میں صرف ۲۷ر ذی الحجہ تک ہی ترمذی شریف آپ سے متعلق رہی۔ پھر نئے شیخ الحدیث کی آمد پر ترمذی شریف ادھر منتقل ہوگئی، اور آپ کو بخاری شریف جلد ثانی تفویض کی گئی۔ اس کے بعد شعبان ۱۴۳۲ھ تک بخاری شریف جلد ثانی آپ سے متعلق رہی۔ پھر شوال ۱۴۳۲ھ سے تادم تحریر بخاری شریف جلد اول کی تدریس آپ سے متعلق ہے۔ آپ نے جامعہ میں ہر فن کی کتابیں بار بار پڑھائیں۔ آپ کے درس ہدایہ اور درس سراجی کو جامعہ میں شہرت حاصل رہی ہے۔ بہت سے طلبہ صرف ہدایہ پڑھنے کے لیے

ڈابھیل داخلہ لیتے تھے، اور آپ نے ہدایہ کی چاروں جلدیں بار بار پڑھائیں۔ تدریسی ذمہ داریوں کے علاوہ انتظامی ذمہ داریوں میں سے آپ پانچ سال ناظم کتب خانہ رہے اور شوال ۱۳۹۵ھ تا شعبان ۱۴۰۵ھ تقریباً دس سال آپ ناظم تعلیمات کے منصب پر فائز رہے۔ شوال ۱۴۰۶ھ میں آپ کو صدر مفتی بنایا گیا اگرچہ اس سے پہلے آپ دارالافتاء سے وابستہ تھے۔ آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی تعداد ہزاروں میں ہے اور منتخب فتاویٰ کا مجموعہ "محمود الفتاویٰ" کے نام سے آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ شوال ۱۴۳۲ھ سے آپ جامعہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ جامعہ ڈابھیل میں آپ کی تدریس وافتاء اور انتظامی ذمہ داریوں پر مشتمل خدمات کی مدت ۵۲ رسال کے طویل عرصہ کو محیط ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ آپ کے فیض کو عام و تام فرمائے۔ آمین

تصنیفات وتالیفات

آپ تدریسی اور خانقاہی اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے تصنیف وتالیف کی جانب براہ راست توجہ نہ فرما سکے؛ لیکن آپ کے منتشر مضامین، درسی افادات اور مواعظ وخطبات کو آپ کے سعادت مند تلامذہ اور متعلقین نے مرتب کر کے کتابی شکل میں امت کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ بعض تحریرات اور تراجم آپ نے از خود بھی تحریر فرماتے ہیں، جنھوں نے کتابی شکل اختیار کر لی، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) مبادیات حدیث علیٰ نہج مقدمۃ مشکوۃ المصابیح: ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میں آپ نے پہلی مرتبہ مشکوۃ اول کا درس دیا۔ اس وقت فن حدیث اور کتاب مشکوۃ سے متعلق ضروری اور اہم امور آپ نے اپنی سہولت اور طلبہ کے افادہ کے لیے نوٹ کرائے تھے۔ یہ تحریر طلبہ میں بے حد مقبول ہوئی بعد میں یہ تحریر آپ کے لائق ترین شاگرد مولانا مفتی محمود بارڈولی نے آپ کی اجازت سے معمولی اضافہ کے ساتھ مرتب کر کے مبادیات حدیث کے نام سے شائع فرمائی پھر دوسرے شاگرد نے اس میں

مزید تنقیح کر کے ترتیب جدید اور تحقیق و حواشی کے ساتھ مبادیات حدیث علی نہج مقدمۃ مشکوۃ المصابیح کے نام سے قابل اشاعت بنا کر شائع فرمایا۔

(۲) تسہیل السراجی: جامعہ ڈابھیل میں آپ کا درس سراجی بہت زیادہ مشہور تھا۔ ۱۴۱۹ھ کے درس سراجی کو مولانا مفتی محمد طیب صاحب بھڑکودروی نے ضبط کرلیا تھا۔ جامعہ ڈابھیل کے استاذ مولانا مفتی محمد ابوبکر پٹنی نے تحریری شکل دے کر مرتب فرمایا اور پھر کتابی شکل میں ''تسہیل السراجی'' کے نام سے شائع فرمایا۔

(۳) حدیث کے اصلاحی مضامین (پندرہ جلدیں): یہ آپ کے شہر سورت میں حدیث پاک کے دروس واسباق ہیں۔ آپ عام فہم انداز میں ریاض الصالحین سے ایک منتخب حدیث پڑھ کر اس کی روشنی میں ہر ہفتہ اتوار کے دن اصلاحی بیان فرماتے تھے جس سے مسلمانانِ سورت کو بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ مسجد ابرار میں اس مجلس کی ابتداء ہوئی پھر جب وہ مسجد تنگ پڑگئی تو نشاط سوسائٹی کی مسجد انوار میں اس مجلس کو منتقل کرنا پڑا۔ اس مجلس کے دروس کو شروع ہی محفوظ و منضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ پھر ان دروس اور اصلاحی مواعظ کو معرض تحریر میں لا کر مرتب کیا گیا۔ اب یہ مجالس ''حدیث کے اصلاحی مضامین'' کے نام سے پندرہ جلدوں میں شائع ہو کر منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔

(۴) فتح اللہ الاحد بتوضیح الادب المفرد: اسی سورت کی مجلس میں ریاض الصالحین کی تکمیل کے بعد الادب المفرد زیر درس رہی الادب المفرد کی احادیث کی تقاریر کو ''فتح اللہ الاحد بتوضیح الادب المفرد'' کے نام سے دو جلدوں کے اندر شائع کیا گیا۔

(۵) مکتوبات فقیہ الامت بنام مفتی احمد خانپوری: یہ حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے آپ کے نام ارسال کردہ خطوط کا مجموعہ ہے۔

(۶) مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی صاحب کی مقبولیت کا راز: یہ مفکر اسلام کے وصال کے بعد ڈیوزبری برطانیہ میں مفکر اسلام کی شخصیت پر منعقد ہونے والے ایک سموزیم میں پیش کردہ ایک مقالہ ہے جو آپ کے قلم سے تحریر شدہ ہے۔

(۷) سوانح مفتی اسماعیل بسم اللہ (گجراتی): یہ آپ نے مفتی اسماعیل بسم اللہ کی سوانح

گجراتی زبان میں مرتب فرمائی جو مفتی صاحب کے فتاویٰ، فتاویٰ سنگرہ، کے جلد اول میں مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔

(۸) مسلم پرسنل لاء گجراتی: اس رسالہ میں گجراتی زبان میں مسلم لاء بورڈ کا تعارف مفصل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

(۹) کاروباری مسائل اور ان کا شرعی حل (متعلقہ ہوٹل): یہ معاملات سے متعلق دارالعلوم چھاپی کی طرف استفسار کردہ سولات کے مفصل جوابات ہیں۔

(۱۰) محمود الرسائل: یہ آپ کے مفید اور جامع دس رسائل کا مجلد مجموعہ ہے جس کو مفتی عبدالقیوم راجکوٹی نے جمع کیا ہے۔اس مجموعہ میں حسب ذیل رسائل ہیں: نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت، رمضان المبارک کی تیاری، جامعہ کے دواہم خطابات، فضلاء سے اہم خطاب، حدیث کی حجیت اور اس کی حفاظت واشاعت، منگنی اور شادی کے مسائل، مولانا علی میاں کی مقبولیت کا راز، بیعت ہونے والوں کو ہدایت، سفراء مدارس کے ساتھ ہمارا سلوک، خطبہ استقبالیہ۔

(۱۸) محمود المواعظ: یہ چار جلدوں میں آپ کے مواعظ اور خطبات کا مجموعہ ہے۔ جلد اول میں دو موضوعات پر مواعظ ہیں۔ جلد ثانی میں ۱۱ر موضوعات پر مواعظ ہیں، جلد ثالث میں آٹھ موضوعات اور جلد رابع میں ۹ر موضوعات پر مواعظ ہیں۔

اس کے علاوہ فتاویٰ رحیمیہ کو گجراتی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کرنے والی سہ نفری کمیٹی کے ایک اہم رکن آپ بھی ہیں۔ اور فتاویٰ رحیمیہ کے بیشتر حصہ کا ترجمہ آپ ہی کے قلم سے ہے۔اس کے علاوہ آپ گجراتی زبان کے مجلّات ، ماہنامہ ''انسان'' ماہنامہ ''حیات'' ماہنامہ ''البلاغ''، میں مستقل کالم تحریر فرماتے ہیں، ماہنامہ حیات کے کالم میں شیخ عبداللہ ناصح علوان کی کتاب ''تربیۃ الاولاد فی الاسلام'' کا ترجمہ گجراتی زبان میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔ اگر ان تمام مضامین کو جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدین تیار ہو سکتی ہیں۔ اگر چہ اس ترجمہ کا ایک حصہ شائع ہو چکا ہے۔ مذکورہ کتابوں کے علاوہ بھی آپ کی متعدد تحریرات ہیں جن کو ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔

نکاح اور اولاد

نکاح کے لیے آپ کی خواہش تھی کہ آپ کے مرشد وشیخ طریقت آپ کا نکاح پڑھائیں، نکاح کی تاریخ مدرسہ کے جلسہ کی تاریخ کی مناسبت سے ۲۰ تا ۲۲/اکتوبر ۱۹۷۰ء مطابق ۱۸ تا ۲۰/شعبان ۱۳۹۰ھ طے پائی تھی اور آپ نے حضرت فقیہ الامتؒ کو تقریب نکاح میں شرکت کی دعوت بھی دی اور اس مقصد کے لیے دو ماہ قبل خط ارسال کر دیا، جس پر حضرت فقیہ الامتؒ نے حاضری کا ارادہ بھی کر لیا تھا؛ لیکن نکاح کسی وجہ سے ملتوی ہوگیا پھر جب دوبارہ تاریخ نکاح طے ہوئی اور مکرر حضرت فقیہ الامتؒ کو دعوت شرکت نکاح پیش فرمائی، تو حضرت والا نے بذریعہ خط ارشاد فرمایا ''شادی مبارک ہو، خدائے پاک اس کو سنت کے مطابق ادا کرائے۔ خوش گوار زندگی دے، سال گذشتہ مدرسہ کے جلسہ میں شرکت کے لیے جانا ہوا تھا اور شادی کی شرکت کا تذکرہ بھی آیا تھا تو شادی ملتوی ہوگئی۔ المؤمن لایلدغ من جحر واحد مرتین۔ آئندہ شرکت کا نام بھی نہ لیں۔''

حضرت فقیہ الامتؒ کے اس خط کو پڑھ کر آپ کا دل بیٹھ گیا، اور آپ نے یہ کیفیت حضرت فقیہ الامتؒ کو لکھی تو آپ نے پھر بذریعہ خط ارشاد فرمایا کہ گزشتہ سال مجھے شریک کرنے کا نتیجہ دیکھ لیا کہ بات سال بھر پیچھے ہٹ گئی۔ اس لیے میں نے کہا تھا آپ کو تجربے سے فائدہ اُٹھانا چاہیے، بہر حال ۱۹۷۱ء مطابق ۱۳۹۱ھ کی کسی تاریخ میں آپ کا نکاح ہوگیا اور غالباً حضرت فقیہ الامتؒ تقریب نکاح میں شرکت نہ فرماسکے۔

اس نکاح کے طفیل رب ذوالجلال نے آپ کو دو صاحب زادے مولانا مفتی محمد اسعد اور مولانا محمد ارشد اور تین صاحب زادیاں عطا فرمائیں، ماشاء اللہ آپ کی تمام اولاد شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ دونوں صاحب زادے عالم فاضل اور تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور تینوں داماد بھی ماشاء اللہ عالم فاضل، دین دار ہیں۔

جب بڑے صاحب زادہ مولانا مفتی محمد اسعد صاحب پیدا ہوئے تو آپ نے اس خوشی کا تذکرہ اپنے شیخ ومرشد حضرت فقیہ الامتؒ سے بذریعہ خط کیا اور نام تجویز کرنے کی درخواست

کی تو حضرت فقیہ الامتؒ کی طرف سے والا نامہ صادر ہوا۔ مژدہ تولد ولد موجب صد مسرت و ابتہاج ہوا۔ خدائے پاک عمر دے، علم دے، عمل دے، عافیت دے، عزت دے، مشورہ کرلیں اسعد وارشد میں سے جو پسند ہو وہ نام تجویز کرلیں۔ آپ چونکہ اپنے شیخ ومرشد کے تمام اقوال و افعال کے شیدائی تھے، اس لیے آپ نے دونوں ناموں کو پسند کیا اور پہلے فرزند کا نام اسعد اور دوسرے فرزند کا نام ارشد رکھ دیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو جاری وساری رکھے اور مخلوق خدا کو آپ کی ذات سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین